مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

"یہ قطعۂ زمیں ہم نے بے پناہ قربانیوں کے بعد حاصل کیا ہے اور تیرہ سو سال میں آج تک آزادی کے لئے کسی نے اتنی قربانی ادا نہیں کی جتنی ہم نے کی ہے۔ اب اس بیش قیمت ملک کو ہر قیمت پر بچانے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

٭٭٭

جلد ۳
۶ تا ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۳ تا ۹ اگست ۱۹۸۴ء
شمارہ ۹

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام رات کو قصہ گوئی میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲ ۔ حدیث ام زرع ۔ حدثنا علی بن حجر قال اخبرنا عیسٰی بن یونس عن ھشام بن عروۃ عن اخیہ عبد اللہ بن عروۃ عن عروۃ عن عائشۃ قالت جلست احدی عشرۃ امرأۃ فتعاھدن و تعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجھن شیئاً فقالت :

۲ ۔ حدیث ام زرع ۔ یہ باب مذکور کی دوسری حدیث ہے لیکن چونکہ اس کا قصہ طویل ہے اور نیز مشہور ہے چنانچہ اس پر مستقل تصانیف بھی کی گئی ہیں اس لیے امام ترمذیؒ نے بھی اس کو ذرا ممتاز کردیا اس حدیث کے نام بھی مختلف ہیں مگر مشہور نام یہی ہے چونکہ قصہ طویل ہے اس لیے ہر ہر عورت کا قصہ علیحدہ علیحدہ مع اس کے فائدے کے بیان کیا جاتا ہے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کرکے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوند کا پورا پورا حال سچا سچا بیان کردیں کچھ چھپائیں نہیں ۔

فائدہ ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آتا ہے یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں ان کے ناموں میں نسبت اختلاف ہے اس لیے نام حذف کردیئے گئے ان کے خاوند دوسری جگہوں پر اپنی اپنی ضروریات میں گئے ہوئے تھے یہ خالی تھیں دل بہلانے کو باتیں شروع ہوگئیں اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ہر عورت اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کرے ۔

۱ قالت الاولٰی ۔ زوجی لحم جملٍ غث علی راس جبلٍ وعرٍ لا سھلٍ فیرتقی ولا سمین فینتقی ۔

۱ ۔ ت ۔ ایک عورت ان میں سے بولی کہ میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے (گویا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں رہی اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا) اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے تنُو وقت اٹھا کر اس کے اتارنے کی کوشش ہی کی جائے اور اس کو اختیار کیا ہی جائے ۔

فائدہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایک بیکار ہستی ہے جس سے کسی کو جانی یا مالی نفع نہیں ہے اور پھر اس کے باوجود متکبر اور بدخلق بھی اس درجہ کا ہے کہ اس تک رسائی بھی مشکل ہے ۔ نہ ملتے ہی پڑے نہ چھوڑتے بن پڑے ۔ کسی مصرف کی دوا نہیں ہے بیکار محض ہے اور بدخلقی اور سخت مزاجی کی وجہ سے اس تک رسائی بھی مشکل ہے ۔

(جاری ہے)

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۹

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

فہرست

(۱) خصائل نبوی — حضرت شیخ الحدیث — ۲
(۲) ابتدائیہ — عبدالرحمٰن یعقوب باوا — ۵
(۳) مرزا غلام احمد اور عبدالحق تنبیہات — مولانا تاج محمد صاحب — ۶
(۴) ہوشیار باش — جناب نور محمد قریشی — ۹
(۵) مرزا طاہر کے انٹرویو پر ایک نظر — ۳
(۶) مولانا سعید احمد جلالپوری — مرزا قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ — ۱۷
(۷) تحریف قرآن — مولانا محمد شفیع صاحب جوش — ۱۹
نقد و نظر — منظور احمد الحسینی — ۲۳

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ — ۷۰ روپے
ششماہی — ۴۰ روپے
سہ ماہی — ۲۰ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A سائرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

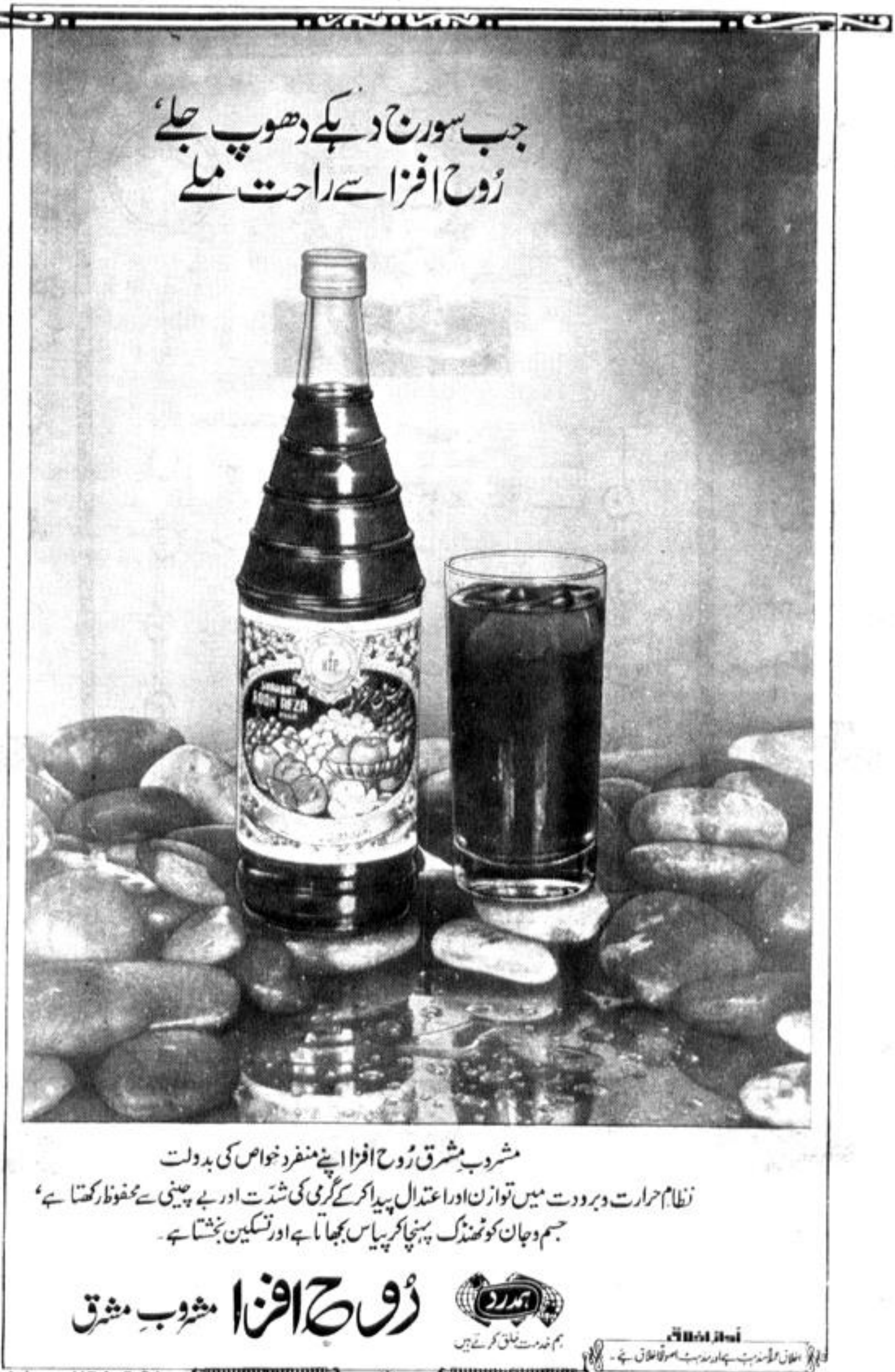

Adarts HRA-5/84

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

لا نبی بعدہ

مسلمان ملازمین کے حقوق پر ڈاکہ

سرکاری اداروں میں قادیانی ملازمین کی تعداد کے بارے میں وفاقی وزراء کے بیانات ملاحظہ فرمائیں!

"اسلام آباد ۲۲ جولائی (اے پی پی) وفاقی وزیر خزانہ غلام اسحاق خان نے آج مجلس شوریٰ میں وقفہ سوالات کے دوران میاں محمد نعیم الرحمٰن کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ قومیائے گئے بنکوں، نیشنل بنک اور اسٹیٹ بنک میں اس وقت ۵ سو ۳، ۵ (۳۵۰) قادیانی افسر و کلرک ملازم ہیں۔ جن میں سے ایک سو ۳۰ (۱۳۰) کلرک اور دو سو بیس افسر ہیں، انہوں نے بتایا کہ قومیائے گئے بنکوں میں ۶۵ کلرک ۱۳۳ قادیانی افسر نیشنل بنک آف پاکستان میں ۵۹ کلرک اور ۴۰ قادیانی افسر اور اسٹیٹ بنک میں ۱۲ کلرک اور ۱۳ قادیانی افسر ملازم ہیں" (روزنامہ جنگ ۲۳ جولائی ۱۹۸۴ء صفحہ ۱)

"اسلام آباد ۲۳ جولائی (اے پی پی) وفاقی وزیر داخلہ محمود اے ہارون نے آج مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بتایا کہ چند وفاقی وزارتوں اور ڈویژنوں میں تنخواہ کے بنیادی اسکیل ایک سے بائیس تک میں ایک ہزار سے زائد قادیانی کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ اعداد و شمار جن وزارتوں اور ڈویژنوں سے حاصل کئے گئے ہیں ان میں وزارت صحت، خصوصی تعلیم، سماجی بہبود، فنانس ڈویژن بشمول ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن، سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن، ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک، اسٹیٹ بنک اور انٹیریئر ڈویژن شامل نہیں، وزیر داخلہ نے بتایا کہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن میں ایک تا ۱۶ اسکیل میں کوئی قادیانی نہیں۔" روزنامہ جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۸۴ء

قادیانیوں نے جس طرح سرکاری اداروں کو اپنی آماجگاہ بنا رکھا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، وفاقی وزراء کا بیان پاکستان کے مسلمانوں کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ قادیانی ——— (جن کی تعداد بمشکل پاکستان میں وفاقی مذہبی امور راجہ ظفر الحق کے مطابق ایک لاکھ سے چند سو زائد ہے) ہمارے اوپر مسلط ہیں، اپنی آبادی سے کہیں زیادہ سرکاری ملازمتوں میں گھسے ہوئے ہیں، کیا حکومت نے اس مسئلے پر غور کیا؟ کیا یہ مسلمان ملازمین کے حقوق پر ڈاکہ نہیں؟ ہمارے مسلمان ملازمین تو مارے مارے پھریں اور یہ قادیانی اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جائیں اور ان کے لئے ہر محکمہ کے دروازے کھلے ہوں: ——— یہ سراسر مسلمانوں پر ظلم ہے یہ صورت حال کسی صورت میں قابل قبول نہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ حکومت اس مسئلے پر توجہ کرے اور انصاف کے تقاضے پورے کرے، اور ساتھ ہی حکومت اس بات کی بھی تحقیق کرے کہ کن کن اداروں میں قادیانی افسر اپنے ماتحت مسلمان ملازمین کو پریشان کر رہے ہیں، مسلمان سرکاری ملازمین کی

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

مرزا غلام احمد اور عدالتی تنبیہات

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم'
فقیر والی'

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف میں دو قسم کی بدزبانی پائی جاتی ہے۔ پہلی قسم انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ اگر ایک طرف مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں کہ گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے (ست بچن ص ۲۹) تو دوسری طرف یوں تحریر کرتے ہیں کہ اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا (حجۃ اللہ ص ۹۳) اگر ایک پہلو پر یہ فقرہ نظر آئے گا کہ کسی کو گالی مت دو اگرچہ وہ گالی دیتا ہو (کشتی نوح ص ۱۱) تو دوسرے پہلو پر یہ عبارت بھی ملے گی کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۱) اگر ایک طرف یہ لکھا ہوا دیکھو گے کہ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تو دوسری جانب یہ تحریر بھی ملے گی کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی (اعجاز احمدی ص ۷۵)۔

مناظر اسلام مولانا حافظ نور محمد صاحب سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مصلح اور رہبر قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو اس کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور صبر و تحمل حلم و عفو سے آراستہ ہو تا وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں بیانی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رزائل و خباثت سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بنا دے۔ چنانچہ جملہ انبیاء علیہم السلام و دیگر مصلحین اُمت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فراوانی تھی۔ خصوصاً سردار انبیاء حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر اور صبر و تحمل اور حلم و عفو کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان جانی دشمنوں کے لئے بھی جن کا شب و روز آپ کو تکلیف پہنچانا شیوہ خاص تھا سراپا رحمت تھے۔ کہ زبان مبارک سے ان کے لئے بھی کوئی بُرا کلمہ نہیں نکالا۔ اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا۔ اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمنوں کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا۔ اور کچھ لکھ پڑھ کر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر کلرک لگ گیا۔ اس کے بعد آپ کو اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں "مصلح اعظم" "مسیح موعود" نبی و رسول ہوں۔ بلکہ کامل اتباع و فنا فی الرسول کے باعث "محمد ثانی" ہوں۔ اس لئے لازم تھا کہ آپ بھی اعلیٰ اخلاق۔ بہترین تہذیب۔ حلم و عفو شیریں کلامی۔ سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتے بلکہ اس میں وہ یکتائے روزگار ہوتے۔ لیکن افسوس کہ مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا کے "ظرف" میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں، نکتہ چینیوں، بدگوئیوں، بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک کہ آپ نے اس فن دشنام دہی میں ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بداخلاقی و بدتہذیبی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ان کو اس فن کا پیغمبر اعظم کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔

نگاہ عبرت سے دیکھئے کہ خداوند تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے مقدس حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا رُوپ بدلنے والے دنیا میں مہذب وخلیق بن کر زندگی بسر کریں۔ اس پنجابی نبی کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جابجا بدکلامی و بدگوئی کی نجاست و غلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔ اس غلاظت کے ڈھیر میں سے نمونہ کے طور پر چند عبارتیں تحریر کی جاتی ہیں:

(۱) سعداللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴)

(۲) خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳)

(۳) جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ مجھے نہیں مانتے۔
(چشمۂ معرفت ص۳۱۶)

(۴) جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔
(حیات احمد جلد ۱ نمبر ۲ ص۲۵)

(۵) آریوں کا پرمیشر (خدا) ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔
(چشمۂ معرفت ص۱۱۶)

(۶) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے۔ اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے۔ مگر زناکار کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔
(آئینہ کمالات ص۵۴۷)

(۷) اے بے ایمانو۔ نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہو۔ اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی تیسی (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص۵)۔

(۸) لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت اے بھیڑیئے۔ اے عورتوں کی عار نساء اللہ۔ اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل۔
(اعجاز احمدی ص۱۰)

(۹) عبدالحق کو پوچھنا چاہیئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا۔ یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۶)

(۱۰)
چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پہ یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
(آریہ دھرم ص۱۱)

غرضیکہ متنبی قادیان کی "سیرت مقدسہ" اور آپ کے "اخلاق عالیہ" کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار ہے۔ جس کی بدگوئی سے نہ کوئی چھوٹا بچا ہے نہ بڑا۔ غوث وقت قطب دوراں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "خبیث" و "خبیث ما یخرج من فیہ" (یہ شخص خود بھی پلید ہے۔ اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ بھی پلید)۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب کے جواب میں خلق محمدی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو کردی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

بندہ خدا مجھے تو جو چاہو کہہ لو۔ لیکن میرے مُنہ سے تو اسم خدا بھی نکلتا ہے۔ اس کی نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا اندیشہ ہے کہ قیامت میں اس کا مواخذہ نہ ہو۔

مولانا محمد کرم الدین جہلمی "تازیانہ عبرت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا جی کی بدزبانی سے کسی ملت کسی فرقہ کا کوئی متنفس نہ بچا ہوگا۔ جو کہ ان کی گالیوں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ بعض نے تو آپ کو

ترکی بہ ترکی سنا ہیں۔ اور اکثر سنجیدہ مزاجوں نے سکوت کیا۔ جُوں جُوں دوسری طرف سے خاموشی ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کا حوصلہ بلند ہوتا گیا۔ گالیوں میں مشّاق ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ فن گالیوں کے آپ پورے امام بن گئے۔ اور گالیوں کی ایجاد میں آپ نے وہ ید طولیٰ حاصل فرمایا کہ اس علم کے آپ استاد اور ادیب مانے جانے لگے۔ اور دنیا قائل ہو گئی کہ کوئی شخص امام الزماں کا مقابلہ اس فن میں کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔

رفتہ رفتہ یہ معاملہ حکام وقت کے سامنے پیش آیا۔ اور مختلف مواقع پر آپ کی وہ تصنیفات جو مغلظات کا ایک مجموعہ تھیں دفتر عدالت میں پیش ہوئیں۔ چنانچہ بعض بیدار مغز حکام نے مرزا جی کو ڈانٹا کہ مرزا جی منہ سنبھالئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول امن پسندی کو نظر انداز نہ فرمایئے۔ مرزا جی عدالت کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر آئندہ کے لئے قسم کھانے لگے کہ معاف کیجئے آئندہ کے لئے ایسا نہ ہو گا۔ مناسب ہے کہ قارئین کی آگاہی کے لئے اس "حلفی معاہدہ" کی جو مرزا جی نے مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداس پور کی عدالت میں داخل کیا نقل کیا جائے اور اس کے بعد مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور کے فیصلہ کی نقل بھی درج کی جائے۔

عدالتی اقرار نامہ

" میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ :

۱:۔ آئندہ میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جا سکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی۔ یا وہ مورد عتاب الٰہی ہو گا۔

۲:۔ میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد یا درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳:۔ میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہو گا۔

۴:۔ جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے۔ میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں۔ جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے اقرار کیا ہے۔

العبد گواہ شد

مرزا غلام احمد بقلم خود خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی

دستخط جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

نقل حکم مسٹر ڈگلس صاحب

نقل حکم مورخہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء ۔

اجلاسی جی ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور ۔ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

" مرزا غلام احمد قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اگرچہ بمقدمہ ڈاکٹر کلارک صاحب ان کے خلاف کافی شہادت نہیں ہے کہ ان سے ضمانت حفظ امن کی لی جاوے۔ لیکن جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ فتنہ انگیز ہے درانحالیکہ کوئی شہادت اس کے باور کرنے کے واسطے نہیں ہے کہ مرزا صاحب خود یا کسی دیگر شخص کی معرفت نقض امن کریں گے۔ مگر ان کی تحریرات اس قسم کی ہیں کہ انہوں نے بلاشبہ طبائع کو اشتعال کی طرف مائل کر رکھا ہے مرزا صاحب کو ذمہ دار ہونا چاہیئے کہ یہ تحریرات ان کے مریدوں پر کیا اثر رکھیں گی۔ پس مرزا صاحب کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات کو استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔

دستخط صاحب مجسٹریٹ ضلع دستخط

مسٹر ڈگلس صاحب مرزا غلام احمد بقلم خود

اس کے بعد نہ تو مرزا صاحب نے اپنے معاہدہ حلفی کا کوئی پاس کیا اور نہ ہی مسٹر ڈگلس کی تنبیہ کا کوئی خوف کیا۔ بے دھڑک اسی پیمانہ پر آپ کی تحریرات شائع ہوتی رہیں ۔۔۔۔ ،

۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا صاحب نے ایک کتاب "مواہب الرحمٰن"

[illegible]

ہوشیار باش

نور محمد قریشی - بی اے ایل - بی لاہور ،

گذشتہ دنوں جماعت احمدیہ نے ایک کتابچہ "ایک حرف ناصحانہ" کے عنوان سے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا ہے۔ مجھے بھی اس کے چار نسخے مختلف ذرائع سے ملے ہیں، یہ کتابچہ خبروں کا موضوع بھی رہا ہے، چونکہ اس کا مطالعہ ناواقف لوگوں کی گمراہی کا باعث بن سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کا تجزیہ کیا جائے اور حقیقت حال سے لوگوں کو باخبر کیا جائے۔

اس کتابچے کا لب لباب یہ ہے کہ :-

(۱)۔ پاکستان میں عیسائیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی آزادی حاصل ہے، بہائیوں کو بھی آزادی حاصل ہے، دوسری مذہبی اقلیتیں بھی اپنی مذہبی سرگرمیوں میں آزادی کے ساتھ مصروف ہیں، تو آخر جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کو ہی کیوں ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔

(۲)۔ ہر مذہبی گروہ کو یہ آزادی حاصل ہے کہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام چاہے تجویز کرے، عیسائیوں نے اپنے عقائد از قسم "ازلی گناہ - تجسیم - کفارہ" وغیرہ کے لئے عیسائیت کا نام پسند کر لیا - بہائیوں نے اپنے مذہب کے لئے بہائیت کا نام تجویز کر لیا - اور کسی نے بھی نہ تو عیسائیوں کو ملامت کا نشانہ بنایا اور نہ ہی بہائیوں کو، آخر احمدیوں کو کیوں ہی اس آزادی سے محروم کیا جائے۔ ان کو بھی اصولاً یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام چاہیں تجویز کریں اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے:

بظاہر یہ دونوں باتیں ہی درست معلوم ہوتی ہیں اور کتابچہ ختم کرنے کے بعد ذہن میں جو تاثر بنتا ہے وہ یہی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے گویا کہ مملکت خداداد پاکستان میں مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو ہر بات کہنے کی آزادی حاصل ہے اور اگر کوئی مذہبی گروہ اس سے محروم ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے

لیکن جب سنجیدگی سے اس مسئلہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ بات اتنی سادہ نہیں ہے جتنی کہ قادیانی جماعت بیان کر رہی ہے۔ قادیانیوں نے اپنی روایات کے مطابق "ایک حرف ناصحانہ" کے ذریعہ ایک بار پھر لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ درست ہے کہ اس ملک میں ابتدا ہی سے عیسائیت کی تبلیغ کی مکمل آزادی ہے، مجھے ایسے لوگوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو اسلام ترک کر کے عیسائی ہو گئے۔ میرے علم کی حد تک بہائی بھی مکمل آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اگرچہ میرے ذاتی نقطہ نظر سے پاکستان میں اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب یا نظریہ کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے لیکن بوجوہ آج تک ایسا نہیں ہوا۔ البتہ قادیانی مذہب کا معاملہ کئی لحاظ سے عیسائیوں، بہائیوں اور دوسری مذہبی اقلیتوں سے مختلف ہے!

عیسائی جب اپنے عقائد از قسم "کفارہ اور تجسیم" کی تبلیغ کرتے ہیں تو وہ یہ نہیں کہتے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور نہ ہی وہ اپنے عقائد کو اسلامی عقائد کہتے ہیں، اس لئے جب کوئی شخص عیسائیوں کی تبلیغی مساعی سے متاثر ہو کر ان کے عقائد کو قبول کرتا ہے تو وہ اس غلط فہمی میں نہیں ہوتا کہ وہ اسلام کے عقائد قبول کر رہا ہے، اگر کوئی مسلمان ان کے عقائد قبول کرتا ہے تو اسے یہ اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسلامی عقائد کو ترک کیا ہے اور عیسائیت کے عقائد قبول کئے ہیں۔ لہذا ہم عیسائیوں کی تبلیغی کوششوں کو خواہ کتنا ہی ناگوار محسوس کریں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی مبلغ کوئی فریب دے رہے ہیں، لیکن اگر عیسائی تبلیغ تو کرتے "ازلی

گناہ و تجسیم کفارہ» کی لیکن دعویٰ یہ کرتے کہ وہ اسلامی عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اپنے نام بھی مسلمانوں جیسے رکھ لینے کے ساتھ اسلامی اصطلاحات بھی اختیار کر لیتے تو یقیناً مسلمان اس پر زبردست احتجاج کرتے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی کا مطالبہ کرتے، اس صورت میں عیسائی حضرات یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ انہیں اس بات کی آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کا جو نام چاہیں تجویز کریں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں،

یا دوسری صورت میں عیسائی جو یہودیوں سے نکلے ہیں تبلیغ تو کرتے «ازلی گناہ، تجسیم، کفارہ» کے عقائد کی لیکن دعویٰ یہ کرتے کہ وہ یہودیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور یہ کہ اب اصل یہودی وہی ہیں، اپنے عبادت خانوں کا نام بھی گرجا کی بجائے سناگاگ رکھتے اور ساتھ ہی یہ اعلان کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کرنے والے یہودی تو نقلی یہودی ہیں اور اگر ان کو اس پر اعتراض ہے تو وہ اپنے مذہب کے لئے یہودیت کی بجائے کوئی دوسرا نام تجویز کریں ہم تو اپنے مذہب کو یہودیت ہی پکاریں گے تو

(۱) کیا ایسی صورت کو یہودی برداشت کر لیتے ؟
(۲) کیا اس پر یہودیوں کا اعتراض بے جا ہوتا ؟
(۳) کیا عیسائی یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہر مذہبی گروہ کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے مذہب کے جو نام چاہے تجویز کرے ؟

اسی طرح اگر بہائی تبلیغ تو کرتے یہ کہ

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ ہو گئی ہے
(۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف نبوت ختم ہوئی تھی۔ رسالت ختم نہیں ہوئی تھی، وہؐ خاتم النبیین تو ہیں خاتم المرسلین نہیں ہیں۔
(۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ختم ہو چکا اب بہاؤ اللہ کا دور ہے
(۴) بہاؤ اللہ اپنے دعویٰ رسالت میں صادق ہے اب اس پر ایمان لاؤ۔

لیکن اپنے عقائد کو اسلامی عقائد قرار دیتے، اپنے مذہب کا نام اسلام رکھتے اور یہ دعویٰ کرتے کہ:

(۱) اصل مسلمان تو ہم ہیں اصل اسلام تو ہمارے پاس ہے !
(۲) بہاؤ اللہ کی تکذیب کرنے والے مسلمان نہیں ہیں

تو اس صورت میں مسلمان یقیناً طیش میں آتے اور نوبت یقیناً لا اینڈ آرڈر کی خرابی تک جاتی، اس پر بہائی حضرات کو یہ کہنے کا ہرگز حق نہ ہوتا کہ ان کو آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام پسند کریں رکھ لیں اکثریت کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کے مذہب کا نام تجویز کرے»

مذاہب عالم کی تاریخ میں احمدیت کا معاملہ بالکل منفرد ہے احمدیت ہر لحاظ سے اسلام کے مقابلہ میں ایک جداگانہ مذہب ہے، لیکن دیانتداری سے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے احمدیوں کو یہ ضد ہے کہ ان کا مذہب اسلام ہے مسلمان اگر چاہیں تو اپنے مذہب کے لئے اسلام کی بجائے کوئی دوسرا نام اختیار کر لیں یہ سب کچھ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اسلام کے نام پر دنیا کو دھوکہ دیتے رہیں، تبلیغ تو کریں کہ

(۱) نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں مرزا غلام احمد پر ختم ہوئی ہے۔ آخری نبی غلام احمد ہے،
(۲) جس مذہب میں نبوت جاری نہ ہو وہ متعفن مذہب ہے
(۳) نبوت اولاد ابراہیمؑ سے منتقل ہو کر چنگیز خان کی نسل میں آ گئی ہے اور چنگیز خان کی نسل میں پہلا (اور آخری بھی) نبی مرزا غلام احمد ہے:
(۴) قرآن کے الفاظ تو نازل ہوئے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکن ان پر قرآن کے الفاظ کا صحیح مفہوم نہیں واضح کیا گیا تھا قرآن کے الفاظ کا صحیح مفہوم الہام کیا گیا ہے مرزا غلام احمد کو
(۵) قرآن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو خاتم النبیین کے الفاظ نازل ہوئے ہیں اس کا مفہوم اگر انہوںؐ نے نبیوں کو ختم کرنے والا (یعنی آخری نبی) سمجھا تھا اور سمجھایا تھا تو وہ غلط تھا اس کا صحیح مفہوم مرزا غلام کو الہام ہوا ہے جو یہ ہے کہ اُن پر کمالاتِ نبوت ختم ہوئے تھے نبوت ختم نہیں ہوئی تھی اور یہ کہ خاتم کا مطلب مُہر ہے اُنؐ کے بعد جو نبی آئیگا وہ اُن کی مہر لے کر آئیگا اور مہر کا مطلب بھی ٹھپہ وغیرہ نہیں ہے بلکہ انؐ کا اُمتی ہونا ہے
(۶) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو یہ خبر دی تھی کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ ابن مریم (جو آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے) دنیا میں دوبارہ تشریف لاویں گے تو وہؐ اس خبر کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکے تھے، اس خبر کا صحیح مفہوم مرزا غلام احمد کو الہام کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم سے مراد مثیل عیسیٰ ہے نہ کہ اصل عیسیٰؑ اور وہ مثیل عیسیٰ مرزا غلام احمد ہے، عیسیٰؑ ابن مریم تو صلیب کی

سیر کرتے ہوئے سرینگر پہنچ گئے تھے اور وہیں دفن ہیں۔"

مذکورہ بالا عقائد قادیانی امت کے سرکاری لٹریچر سے ماخوذ عقائد ہیں، اگر احمدی حضرات اپنے مذکورہ بالا عقائد کو اسلام کے عقائد بنا کر پیش نہ کرتے تو جس طرح کسی مسلمان کو بھی عیسائیوں اور بہائیوں کی تبلیغی مساعی پر کوئی اعتراض نہیں احمدیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر بھی اعتراض نہ ہوتا، جو شخص بھی ان کے عقائد کو اختیار کرتا اسے معلوم ہوتا کہ (مسلمان ہونے کی صورت میں) وہ اسلام کو ترک کر کے احمدیت (یا جو نام بھی قادیانی امت اپنے مذہب کا تجویز کرتی) نام کے نئے مذہب کو اختیار کر رہا ہے، اور اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو اسے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا کہ وہ اسلام کو اختیار نہیں کر رہا ہے بلکہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کر رہا ہے جو اسلام سے بالکل جداگانہ ہے لیکن اس طرح وہ فریب نہیں چل سکتا تھا جو قادیانی حضرات گذشتہ ایک صدی سے اسلام کے نام کو استعمال کر کے دنیا کو دے رہے ہیں کہ تبلیغ تو کرتے ہیں مذکورہ بالا عقائد کی جن میں سے ہر عقیدہ ان لوگوں کے نزدیک صریح کفر ہے جو محمد رسول اللہ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور ان کے بعد مسیلمہ کذاب سے لیکر مرزا غلام احمد قادیانی تک تمام مدعیان نبوت کو کذاب سمجھتے ہیں۔"

میں قادیانی حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے ان کے عقائد کی جو فہرست اوپر درج کی ہے کیا ان میں کوئی عقیدہ ایسا ہے جو ان کا مذہب نہ ہو؟ یقیناً ان کا جواب یہی ہے کہ یہ تمام عقائد ان کے ہیں۔"

اب میں دوسرا سوال ان سے یہ کرتا ہوں کہ کیا ان عقائد میں سے ہر عقیدہ ان لوگوں کے نزدیک کفر نہیں ہے جو جناب محمد رسول اللہ کو آخری نبی مانتے ہیں اور ان کے بعد ہر مدعی نبوت کو (خواہ ظلی ہو یا بروزی، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی) کذاب سمجھتے ہیں؟ اس کا جواب بھی یقیناً یہی ہے، کہ بلاشبہ یہ تمام عقائد ان لوگوں کے نزدیک صریح کفر ہیں، بات اس طرح منقح ہو جانے کے بعد دو صورتوں میں سے ایک ہی درست ہو سکتی تھی کہ

(۱) قادیانی (بہائیوں کی طرح) خود کو اسلام سے منسوب نہ کرتے اور اپنے مذہب کے لئے کوئی نیا نام تجویز کر لیتے:

یا

(۲) وہ تمام لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کذاب تسلیم کرتے ہیں اور مسلمان کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور اپنے مذہب کو اسلام بتاتے ہیں اپنے مذہب کا نام اسلام کی بجائے کوئی دوسرا تجویز کر لیتے اور اسلام کے نام کو راضی خوشی قادیانی امت کو بخش دیتے۔"

میں یہ بھی احمدی حضرات سے ہی دریافت کرتا ہوں کہ ان دو میں کون سی صورت ممکن ہو سکتی تھی، یقیناً پہلی صورت ہی ممکن تھی اور ممکن ہے اور یہی صورت معقولیت پر مبنی بھی ہے، لیکن قادیانیوں نے اس صورت (اسلام کے نام پر دنیا کو دھوکا دینے کیلئے) کو اختیار نہیں کیا، بلکہ ان کی خواہش ہے کہ مرزا غلام احمد کو کذاب سمجھنے والے مسلمان اپنے مذہب کا نام چاہیں تو تبدیل کر لیں وہ تو اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے ہی پکاریں گے، ایسی صورت میں

کیا مسلمانوں کا مشتعل ہونا بے جواز ہے؟

کیا قادیانیوں کے اس استدلال میں کوئی معقولیت ہے کہ ہر مذہبی گروہ کو آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے مذہب کے لئے جو نام چاہے تجویز کرے۔ اکثریت کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے؟

اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ احمدیوں نے اس کتابچہ "ایک حرف ناصحانہ" کے ذریعہ کس طرح دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے، لیکن اس سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ احمدیوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کا حوصلہ مرزا غلام احمد کے مختلف النوع دعاوی کی بنا پر ہوا ہے، مرزا صاحب کا معاملہ اس طرح کا نہیں ہے کہ ایک صبح اٹھ کر اچانک انہوں نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا ہو (جس طرح حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور سے آتے ہی کر دیا تھا یا نبی اکرمؐ نے غار حرا سے اترتے ہی کر دیا تھا) مرزا غلام احمد نبی بنائے نہیں گئے بلکہ اپنی قوت بازو سے بنے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح کوئی پٹواری اپنی محنت سے ترقی کر کے تحصیلدار بن جائے، مرزا صاحب مجدد سے شروع ہوئے اور جیسے جیسے حالات سازگار ہوتے گئے وہ محدث، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، بروزی نبی، غیر تشریعی نبی بنتے ہوئے بالآخر ۱۹۰۱ء میں مکمل نبی بن گئے، لیکن اس طرح ان کے دعاوی کے بارے کافی (CONFUSION) ہو گیا جو ان کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کی وفات تک قائم رہا اور جسے ان کے صاحبزادے مرزا بشیرالدین محمود احمد نے ایک کتاب "حقیقت النبوۃ" تصنیف کر کے دور کیا، اور مرزا صاحب کو مکمل نبی تسلیم نہ کرنے والوں پر حجت تمام کر دی، بشیرالدین محمود احمد نے "حقیقۃ النبوت" کے صفحہ نمبر ۱۲۱ پر اعلان کر دیا کہ:

"سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"

اس کے باوجود قادیانیوں میں ابھی تک عقائد کے معاملے میں کچھ

ذکو (CONFUSION) باقی ہے، مجھے ایک مجلس میں دو احمدی دوستوں سے بات کرنیکا موقع ملا ہے میں نے ان سے دو ٹوک انداز میں دریافت کیا کہ میں مرزا غلام احمد کو کذاب سمجھتا ہوں تو کیا آپ کی نظر میں مسلمان ہوں یا نہیں؟

ایک صاحب نے کہا "ہاں" جبکہ اسی وقت اسی جگہ دوسرے صاحب نے کہا "نہیں"

زیر بحث کتابچہ میں احمدیوں نے اپنے عقائد کے ثبوت میں مرزا غلام احمد کی دو کتابوں کے حوالے دیئے ہیں پہلا حوالہ "ایام الصلح" صفحہ ۸۶ - ۸۷ کا ہے اور دوسرا حوالہ "نور الحق" جزو اول صفحہ ۵ کا ہے یہ دونوں حوالے اس کتابچہ کے صفحات نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ پر درج ہیں،

پہلا فریب تو اس میں یہ دیا گیا ہے کہ دونوں حوالہ جات مرزا غلام احمد کی سنہ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیفات سے لئے گئے ہیں "ایام الصلح" یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو چھپی ہے اور "نور الحق" جزو اول ۱۸۹۴ء کو چھپی ہے، جب قادیانیوں کا موقف یہ ہے کہ ان کے عقائد کے معاملے میں مرزا غلام احمد کی سنہ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تحریریں منسوخ ہیں، تو اس کتابچہ میں ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۹ء کی چھپی ہوئی کتب کا حوالہ پیش کرنے کا مقصد سوائے دھوکہ دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔

دوسرا دھوکہ جو ایک ناواقف آدمی اس کتابچہ سے کھائیگا وہ یہ ہے کہ "نور الحق" کی جس عبارت کا حوالہ اس کتابچہ میں دیا گیا ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے۔ مانتے ہیں"

اس عبارت میں جو "خاتم الانبیاء" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو احمدیوں کے نزدیک اس کا وہ مفہوم نہیں ہے جو مسلمانوں کا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ بنی نوع انسانی کی طرف اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ بلکہ اس سے احمدیوں کا مفہوم یہ ہے کہ کمالات نبوت تو ان ﷺ پر ختم ہیں نبوت ختم نہیں اور یہ کہ اب جو نبی آئیگا وہ ان ﷺ کی مہر سے (اور ان ﷺ کی امت میں سے) آئیگا۔ یہ دوسرا صریح دھوکہ ہے جو اس کتابچہ کے ذریعہ دینے کی کوشش کی گئی ہے

لطف ا

"ہوشیار باش"

بقیہ انٹرویو

لہٰذا آپ اپنے خبث باطنی کو چھپانے کیلئے اسلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا سہارا نہ لیں حقیقت پسندی اور جرأت سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم قادیانی کہیں، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا، اس طرح پاکستان میں موجود دوسرے غیر مسلم فرقوں کی مانند یقیناً آپ بھی اپنے اقلیتی حقوق کے مستحق ہوں گے۔

باقی اگر تم یہ چاہو کہ تمہیں غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم کرنے کے باوصف بھی مسلمان سمجھ کر زندہ رہنے دیا جائے یہ ایسے ہی ناممکن ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا مشکل تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہیر پھیر کی سرپرستی میں تم مزید کچھ دن گذار لو، لیکن آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، جس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۷۴ء سے پہلے کوئی قادیانی استعماری گود میں بیٹھ کر ایسی ذلت و رسوائی کا ذہن سے (آجکل وہ دوچار ہیں) تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر الحمدللہ آج عالم اسلام میں اسلام اور ملک کے باغی قادیانیوں کے لئے کہیں کوئی جگہ نہیں۔

میرے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کے دلائل میں سے یہ بھی ایک بڑی دلیل ہے کہ اس کی اشاعت ادیان سماوی کی طرح دلائل و براہین و شفقت و رحمت و ایثار و تنگدستی کے بجائے طمع و لالچ، ہوا و ہوس اور زر پرستی یعنی زن زر زمین ہے۔ اگر آج بھی ان عناصر کو نکال لیا جائے تو قادیانی دین کی عمارت زمین بوس ہوجائیگی چنانچہ قارئین کرام اس اصول کے تحت غلام احمد سے لے کر ہر قادیانی کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو شہر سدوم اور ربوہ کا پوپ وغیرہ)

بقیہ افضلیت کا دعوٰی

خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا اب خدا سے لڑو (۱۵۵)

۱۹۔ "اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ پر سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

مولانا سعید احمد جلالپوری

قسط ۳

مرزا طاہر کے انٹرویو پر ایک نظر

اسی دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا جی کہتے ہیں "سو سال سے ہم مظالم برداشت کر رہے ہیں اپنے مذہب اور ایمان کی خاطر"

مرزا صاحب کا یہ فقرہ بہت ہی دلچسپ ہے کیونکہ اس میں انہوں نے اپنے مذہب کی تاریخ تاسیس کی طرف اشارہ کر کے اس کی صراحت کر دی ہے کہ اسلام سے ہماری مراد وہ مذہب ہے جس کو وجود میں آئے صرف سو سال ہوئے ہیں اور ہم اسی کے لئے مظالم برداشت کر رہے ہیں، جس کی بنیاد صرف ایک صدی قبل رکھی گئی، گویا مرزا صاحب اپنے منہ آپ غیر مسلم ثابت ہوئے کیونکہ اسلام تو چودہ سو سال پہلے موجود ہے، ہاں البتہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی تقلید میں جس مذہب کی داغ بیل ڈالی تھی اس کو سو سال ہو چلے ہیں، لہٰذا "اَلْمَرْءُ یُؤْخَذُ بِاِقْرَارِہٖ" (انسان اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) کے تحت مرزا صاحب کو ماننا پڑے گا کہ وہ اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، اور غلام احمد قادیانی والے مذہب کے تحفظ کی خاطر سو سال سے مظالم برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں کیونکہ اگر وہ حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنا چاہتے تو یہ کہتے کہ "ہم اپنے مذہب کی خاطر ۱۴ سو سال سے مظالم برداشت کرتے آ رہے ہیں، اسی لئے یہاں یہ تاویل بھی بے معنی ہوگی کہ سو سال سے مراد مرزا طاہر کی اپنی زندگی کی تکالیف ہیں کیونکہ ابھی تک مرزا جی سو سال کے نہیں ہوئے، بلکہ "ہم سے" ان کی مراد وہ اور ان کے ہم مذہب ہیں، چنانچہ "دروغ گورا حافظہ نباشد" کے مصداق بے چارے مرزا جی بھی مجبول گئے کہ ثابت کیا کرنا تھا اور کر کچھ بیٹھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان سے ان کے مدعا کی تکذیب ہو گئی چونکہ ان کا دعویٰ اسلام محض زبانی کلامی اور دھوکہ پر مبنی تھا تو "الاناء یترشح بما فیہ" (برتن میں جو کچھ ہو وہی ٹپکتا ہے) کی مانند مرزا جی بھی حقیقت اگل بیٹھے، جو درحقیقت ان کا مخالفین پر احسان عظیم ہے، اور ان کے اس سچ (چاہے غیر اختیاری ہی) کی داد دینی چاہئے، کہ انہوں نے کسی کو زحمت دیئے بغیر بنفس نفیس خود یہ ثابت کر دیا کہ چودہ سو سال قدیم اسلام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ہمارا مذہب تو وہ ہے جس کو ایجاد ہوئے صرف ایک سو سال ہوا ہے، اب بھی اگر قادیانی حضرات غیر مسلم کہنے سے ناراض ہوں تو پھر سب سے پہلے انہیں اس فقرہ کی روشنی میں اپنے امیر محترم کی خبر لینی چاہئے، امید ہے کہ دانشمند مرزائی اس پر غور و فکر کریں گے اور راست اقدام کی کوشش کریں گے "وباللہ التوفیق"۔

مزید وہ اپنے اوپر کئے جانے والے مظالم کے سلسلہ میں کہتے ہیں:-

"اور ہم نہیں گے وہ بات سمجھنے سے اور یقین رکھنے سے جس پر ہم یقین رکھتے تھے"

ان کا یہ فقرہ بھی ان کی تعلّی اور شیخی کی عکاسی کرتا ہے۔ گویا بسیار افہام و تفہیم کے باوجود بھی ہم اپنے موقف سے (چاہے قرآن و سنت کے متصادم کیوں نہ تھا) دست بردار نہیں ہوئے ـــ یہ کوئی کمال نہیں جس پر انہیں نازاں یا خوش ہونا چاہئے، اس لئے کہ استقلال و پامردی اعلیٰ اوصاف ضرور ہیں مگر یہ معیار حق نہیں کیونکہ جیسے کسی چور یا ڈاکو کا اس موقف پر قائم رہتے ہوئے جان دے دینا اس کے

مشن کی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ ایسے ہی مرزائیوں کا اپنے موقف پر ڈٹا رہنا بھی اس قابل نہیں کہ اسے ان کی صداقت کیلئے پیش کیا جائے۔ بلکہ یہ تو اعراض عن الحق کے باعث بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی ہے۔ حاصل یہ کہ مرزائی اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ "سو سال گذر جانے کے باوجود کبھی ہم سے مسلمان اپنی بات منوانے میں کامیاب نہیں ہو سکے، کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم جب ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے باوجود نہیں مانی تو پھر ان کے سو سال پر کیا تعجب ہے

مندرجہ بالا تقریر سے اس نکتہ کی بھی وضاحت ہوگئی کہ مسلمان مبلغین کو چاہئے کہ مرزائی حضرات کی ہٹ دھرمی سے اکتانے کی بجائے نوح علیہ السلام کی مانند استقلال و پامردی سے اپنا مشن جاری رکھیں!

آگے آرڈیننس پر اپنے ردعمل کا یوں ذکر کرتے ہیں :۔

"تو ہمارا ردعمل یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم خدا کی طرف جھکتے ہیں"

ان کا فرمان بجا! مگر مرزا جی کا بارگاہ خداوندی یعنی بیت اللہ اور مسجد حرام کی حاضری کے بجائے خفیہ انگلینڈ تشریف لے جانا محل نظر ہے شاید خدا سے ان کی مراد محسن گورنمنٹ برطانیہ ہی ہو، جیسا کہ ان کے عمل سے ثابت ہے! اس کے علاوہ مسجد احرار کے امام مولانا اللہ یار راشد کے اغواء کی کوشش کے بعد چند کوٹھڑی میں انہیں قتل اور مولانا محمد اسلم قریشی کے انجام کو پہنچانے کی دھمکی دینا بھی شاید ہماری سمجھ سے بالاتر بارگاہ الٰہی میں جھکنے کی کوئی نئی تعبیر ہو؟

جناب مرزا طاہر احمد صاحب "خدا کی طرف جھکنے" والے مزعومہ ردعمل سے تو یہی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کے سلسلہ میں خدا کے شکر گذار ہیں، حالانکہ اس سے وہ اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس معاملہ میں خدا سے زیادہ اپنی محسن گورنمنٹ کے شکر گذار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

"نہ یہ امن کا منظر مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں .... کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔"

(روحانی خزائن ج ۱۵ مسلسل ص ۱۵۶، تریاق القلوب ص۲۸)

لہٰذا مرزا طاہر احمد کو سوچنا چاہئے کہ جہاں امن اور چین و سکون میسر آئے اسی کی طرف جھکنا عقل مندی ہے نہ یہ کہ اپنے اکابرین کا ڈھونگ

پر پانی پھیرنا۔؟

ایک دوسری جگہ اس سے کہیں واضح اور نمایاں طور پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے، ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں، اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں۔ بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے"

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵ مسلسل ص ۱۲۰)

(ستارہ قیصریہ ص ۱۲)

پھر وہ اپنے ردعمل کی تفصیل بتلاتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"ایک ردعمل تو یہ ہوا کہ ہر احمدی مسجد سے اس قدر گریہ وزاری کا شور بلند ہوا ہے کہ اذان کی کمی اس گریہ وزاری نے پوری کی"

سوال یہ ہے کہ یہ گریہ وزاری کیوں؟ صرف اسی وجہ سے نا کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ تمہاری سرگرمیاں اقلیتی حدود کے اندر رہیں تاکہ تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو، اور تمہارا مذہبی حیثیت اور جداگانہ تشخص برقرار رہے، حالانکہ یہ تو عین ان کے اکابر کا منشاء بلکہ مطالبہ تھا، جیسا کہ مرزا بشیرالدین محمود لکھتا ہے :۔

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں، جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں تم ایک پارسی پیش کر دو اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا"

(بیان مرزا بشیرالدین محمود الفضل ۱۳ / نومبر ۱۹۴۶ء)

اس پوری تفصیل کے بعد مرزا طاہر کی گریہ وزاری کا سبب ذرا آپ پر واضح ہو جاتا ہے کہ ان کی آنسو مگر مچھ کی آنسو سے کچھ مختلف نہیں کیونکہ یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ باپ تو کسی امر کا مطالبہ کرے مگر بیٹا اس کی پالیسی سے متفق ہونے کے باوجود اس کے پورا ہونے پر صرف اس لئے آنسو بہانا شروع کر دے کہ یہ ہمارے اوپر بہت بڑا ظلم ہے، جہاں تک ہماری ناقص سوچ کا تعلق ہے اس گریہ وزاری کے پیچھے چند عوامل ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ یہ ہمارا مطالبہ نہیں بلکہ یہ ہمارے اوپر ظلم ہے، تاکہ غیر مسلم ممالک کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں۔

(۲) جب تک مرزائیوں کو عملی طور پر محدود نہیں کیا گیا تھا اس وقت ان کی ارتدادی سرگرمیاں بلا روک ٹوک جاری تھیں مگر جب سے ان کی حقیقت واضح ہوئی ہے اس وقت سے ان کو یہ فکر دامن گیر ہے کہ اب تو یہ کام کسی حد تک مشکل ہو گیا ہے اور سیدھی سی بات ہے کہ جب فرض منصبی (ارتدادی مہم) کی ادائیگی سے کوتاہی ہوگی تو محسن گورنمنٹ کا حق نمک خواری کیسے ادا ہوگا۔ بلکہ اگر یہی حالت رہی تو مستقبل بھی تاریک نظر آتا ہے — یقیناً یہ بڑے دکھ کی بات ہے اس پر جتنا بھی رویئیں کم ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے (کہ لیکن عملی طور پر اگر دیکھا جائے تو آپ نے مسجد میں اذان دینی بند کر دی ہے اور مسجد کو مسجد کہنا بند کر دیا ہے) کہتے ہیں ا۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا و مولا ہیں اور آپ کی سنت ہم نے پکڑلی ہے آپ کے زمانہ میں ایسا دور بھی آیا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر نہیں کہہ سکتے تھے"۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اگر مرزا طاہر احمد صاحب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا و مولا ، مان کر ابدی کامیابی سے سرفراز ہو جائیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کس قدر حق و صداقت کا معیار برقرار رکھتے ہوئے اپنے اس قول کا پاس کرتے ہیں

ہاں۔ اگر مرزا صاحب کا یہ قول حقیقت پر مبنی ہے تو بفحوائے: یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ " ان کو پورا پورا اسلام میں داخل ہو کر ہر معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا و مولا اور قائد بنا کر آپ کی سنت پر عمل کرنا ہوگا "

پھر اس وضاحت کے بعد (کہ جیسے مومن ہونے کیلئے پوری اور مکمل شریعت پر ایمان لانا ضروری ہے، کفر کے لئے تمام شریعت مطہرہ کا انکار ضروری نہیں بلکہ احکام شریعت یعنی ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے)

ان کا یہ قول محل نظر ہے بلکہ دجل پر موقوف ہے کیونکہ اگر وہ اس معاملہ میں مخلص ہوتے تو "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" جیسی سینکڑوں نصوص صریحہ کو جھٹلا کر مسیلمہ کذاب کی روحانی اولاد غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑتے۔ بلکہ ہر اس شخص کو جو شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نئی نبوت و شریعت کا دعویٰ کرتا ہے اسے کذاب و ملعون سمجھتے، جب ایسا نہیں بلکہ وہ خود ایسے مشن کے ایجنٹ ہیں تو ان کے اس قول کی کیا حقیقت رہ گئی! الّا یہ کہ مرزا طاہر صاحب اس ملمع سازی کے ذریعہ اسلام کے نام پر اپنے کفریہ اور فاسد عقیدہ کو رواج دینا چاہتے ہیں: جو بہت بڑا دجل ہے جس کا دوسرا نام زندقہ ہے کیونکہ زندیق وہ ہے جو اپنے فاسد عقیدہ کو ملمع سازی کے ذریعہ صحیح صورت میں پیش کرتا ہو۔ اور اسلامی اصطلاحات کو اپنے اوپر منطبق کرتا ہو، جیسا کہ علامہ شامی رح لکھتے ہیں ا۔

فان الزندیق یموہ کفرہ و یروج عقیدتہ الفاسدۃ و یخرجھا فی الصورۃ الصحیحۃ و ھٰذا معنی ابطان الکفر "

کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ فاسدہ رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنیٰ ہیں کفر کو چھپانے کے

(شامی ص ۲۴۶ ج ۴ طبع جدید)

اب جبکہ مرزا صاحب کا اندرون معلوم ہو گیا تو ضروری ہے کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا تھا یعنی بلا توقف قتل کر دیا جائے "

اسی سوال کا جواب میں مزید کہتے ہیں کہ "آپ کے زمانہ میں ایسا وقت بھی آیا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر نہیں کہہ سکتے تھے مسلمان، اور دار ارقم میں عبادت کیا کرتے تھے "

چونکہ پورا سوال او جواب اسی نظریہ دجل پر موقوف ہے اس لئے جواب واضح ہے البتہ مرزائی حضرات سے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی تمہارے نزدیک صاحب کتاب و شریعت نبی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) آخری نبی نہیں تو پھر آپ کا اسلام سے کیا رشتہ رہ جاتا ہے؟ کیونکہ اسلام تو اسی مذہب کا نام ہے جو ختمی مرتبت حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

تحریک تحفظ ختم نبوت اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال

جامعہ رشیدیہ، رائے پور ضلع جالندھر کی وہ عظیم علمی اور کبیر تعلیمی درسگاہ ہے جو ۴۰ سال سے مسلسل تعلیم و تدریس کا کام سرانجام دے رہی ہے
جامعہ رشیدیہ ساہیوال، وہ مادر علمی ہے، جہاں حضرت مولانا رشید احمد سلفی بانی جامعہ سلفیہ مدینہ منورہ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا محمد انوری فیصل آباد، حکیم عبدالمجید طبیب حاجی فیصل آباد، حضرت مولانا عبدالجبار حصاروی مبلغ دارالعلوم دیوبند وغیرہم اکابر تعلیم و تربیت حاصل کر چکے ہیں۔

جامعہ رشیدیہ، حضرت محدث گنگوہیؒ کے خلیفہ صالح اہم باسمی رائے پوری اور حضرت شیخ الہندؒ کے تلمیذ و مجاز صحبت حضرت مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ نے قائم فرمایا تھا۔ ۵۰ سال قبل از تقسیم اس کی اساس حضرت گنگوہی کی اجازت سے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے رکھی تھی۔ اور حضرت مولانا عبدالقادرؒ و حضرت شیخ الحدیث رحمہم اللہ تعالیٰ سرپرستی فرماتے رہے، اسی رائے پوری بزرگوں کی اساس پر دفتگمری ساہیوال حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ اور حضرت قاری محمد طیبؒ قاسمی اور علامہ افغانیؒ، سید سلیمان ندویؒ، علامہ سید بنوریؒ و امثالہم اکابر و مشائخ نے اس کی بنیادوں میں حصہ لیا۔ حضرت مفتی محمود مرحوم، حضرت ہادی و مرشد وغیرہؒ حضرت امیر شریعت سید بخاری مغفور اور موجودہ اکابر حضرت درخواستی مدظلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ نے قدم رنجہ فرماتے اور معائنہ فرماتے ہیں!

جامعہ رشیدیہ پاکستان میں حضرت شیخ و مرشد سید مدنیؒ، شیخ الاسلام پاکستان علامہ عثمانیؒ کی ادعیہ صالحہ و توجہ سامی سے معرض وجود میں آیا۔ جامعہ پاکستان بھر کے مدارس میں ایسی عظیم الشان قربانیوں کا مجموعہ ہے جس کی نظیر نادر ہے ۱۹۵۳ء کی تحریک سے قبل ہی فاضل مدیر الجامعہ و ناظم اعلیٰ کو مرزائیوں نے باقی کورٹ کے ذریعہ گرفتار کروا دیا تھا، تحریک چلی تو شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ، حضرت مولانا قاری لطف اللہ شہید فی سبیل اللہ کو بھی نظر بند کر دیا گیا چھ ماہ بعد میانوالی جیل سے عید الفطر سے لیکن پہلے شام کو رہا کر کے عید کی رات جامعہ رشیدیہ پہنچتے ہی مکرر گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا، جبکہ فاضل مدیر و خطیب الجامعہ دونوں اساتذہ کو ۱۳ ماہ تک محبوس رکھا اور جامعہ رشیدیہ کی تعمیرات و مکانات کو بجرم عشق ختم نبوت محمدیہ ضبط جامعہ کی عمارات کی جبری ضبطی و چندہ بندش جو آج تک بحال نہ ہو سکی تاہم جامعہ نمبرا، و نمبر۲، اقدام ترقی کرتا گیا بحمد اللہ آج جامعہ دو جگہ آباد و شاد جاری و ساری، قائم و دائم دونوں جگہ مساجد تعمیر ہیں!

سہ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ——— پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔

۱۹۵۷ء میں جامعہ رشیدیہ نے ۱۸۵۷ء کی یادگار تجہاد کانفرنس، منعقد کی جس میں مجاہدین حریت ۱۸۵۷ء خصوصاً حضرات اکابر علمائے دیوبند کے مجاہدانہ کارناموں اور قربانیوں کو پاکستان میں پیش کیا گیا، حضرت قاری لطف اللہؒ جہاد و ختم نبوت کے مسائل پر تقاریر و بیانات دیتے ہوئے ایک مقدمہ میں ماخوذ و پاڑی عدالت میں جاتے ہوئے لاری کے حادثہ میں معہ اپنے رفیق معظم مولانا شیخ احمد مرحوم ناظم مدرسہ عربیہ بورے والا شہید ہو گئے،

سہ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ——— خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

خلاصۃ المرام اینکہ:۔ جامعہ رشیدیہ اپنے اسلاف و اکابر مجاہدین علماء دیوبند کی یادگار ہے اور باوجود مختلف ابتلاؤں اور متعدد مواقعات کے رواں دواں ہے، اور دارالعلوم دیوبند اور بزرگان رائے پوری کی روایات کا حامل و عامل ہے، ابتداء سے لیکر دورہ حدیث نیز درجہ تخصص و تکمیل تک تعلیمات کے معقول انتظامات ہیں: پاکستان بھر کے علاوہ غیر ملکی طلباء بھی زیر تعلیم و تربیت ہیں، سہ اشاعت کا شعبہ بھی، تحفیظ و ناظرہ و اسلامی تعلیمات کے نصاب سے متعلق کارفرما ہے، طلباء کو تعلیمی استفادہ کرنا چاہئے اور مخیر حضرات و دیندار اصحاب اور جماعتی احباب کو جامعہ کی ہر طرح قدمے، درمے دامے امداد و نصرت کرنا چاہئے

جملہ مراسلات:۔ بنام فاضل حبیب اللہ رشیدی، مدیر الرشید و ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ
ساہیوال

اشتہار ایل نمبر ۲۷۶ مورخہ ۲۳-۷-۸۴

بلا تبصرہ

مرزا قادیانی کا

حضرت مسیح علیہ السلام

سے افضلیت کا دعویٰ

۱. "اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے۔ جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء ص۱۳)

۲. "اس مسیح کے مقابل پر، جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے۔ جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔" (دافع البلاء ص۱۳، ۱۴)

۳. "اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس (مسیح) کا ثانی پیدا کروں گا، جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے۔ یعنی احمد کا غلام۔" (دافع البلاء ص۳)

۴. "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔" (دافع البلاء ص۳)

۵. "میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے اوپر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں، بلکہ ان سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے۔ جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔" (چشمہ مسیحی ص۲۳)

۶. "مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ "اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیہم" تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے، خدا تو تمہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔" (چشمہ مسیحی ص۲۳)

۷. "جو کامیابی اور اثر مسیح بن مریم کا ہوا وہ تو صاف ظاہر ہے اور جس کمزوری کے ساتھ انہوں نے زندگی بسر کی وہ انجیل کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتی ہے۔ مگر مسیح موعود جیسے اپنے زبردست اور قوت قدسیہ کے کامل اثر والے متبوع کا پیرو ہے۔ اسی طرح پر اس کی عظمت اور بزرگی کی شان اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ جو کامیابیاں اور نصرتیں اس جگہ خدا نے ظاہر کی ہیں۔ مسیح کی زندگی میں ان کا نشان نہیں۔ نہ معجزات نہ پیشگوئیاں نہ تعلیم۔ غرض جیسے آنحضرتؐ اپنے مثیل موسیٰ سے ہر پہلو میں بڑھے ہوئے تھے۔ اور گویا آپ اصل

اور موسیٰ آپ کا ظل تھے، اسی طرح مسیح موعود مسیح موسوی سے نسبت رکھتا ہے (ملفوظات صفحہ ۱۴۲ ج ۴)

(۸) "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھی وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۵)

۹۔ "اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا ہے تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خداتعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

۱۰۔ "ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خداتعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے اذنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

۱۱۔ "اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔"

(" صفحہ ۱۵۱)

۱۲۔ "پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو صرف یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے" (" صفحہ ۱۵۱)

۱۳۔ "پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا" (" ۱۵۲)

۱۴۔ "خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کے اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے" (" ۱۵۲)

۱۵۔ "اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی" (" ۱۵۲)

۱۶۔ "انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں جھگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا" (" ۱۵۲)

۱۷۔ "خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اس نے دیکھا کہ ایک شخص کو محض بے وجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں تب اس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے" (" ۱۵۴)

۱۸۔ "پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسولؐ نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے

مولانا محمد شفیع جوش
پیرپوری

قرآن میں تحریف ثابت ہوچکی

حکومت مجرموں کو سزا دے

یہ مضمون آج سے دس سال پہلے شائع ہوا تھا افادیت کے پیش نظر دوبارہ شائع کیا جارہا ہے

آزاد کشمیر اسمبلی میں مرزائیت پر پابندی کے بارے میں قرارداد پیش کی گئی تو مجھے خیال آیا مرزائیت کا جائزہ تو لیا جائے۔ یوں مجھے شروع ہی سے شوق رہا ہے کہ ہر مسلک و مذہب کا مشاہدہ ان کی کتب سے کیا جائے، کیونکہ بعض فرقوں سے ایسے عقائد منسوب کر دیئے جاتے ہیں، جن سے وہ انکار کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت کے بارے میں جو کچھ معلوم تھا اس کا ذکر قادیانی حضرات سے کرتا، تو وہ انکار کرتے، یہ خلش بھی مدت سے ذہن میں تھی۔ بہرحال میں نے بانی احمدیت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب منگائیں اور مرزا صاحب کی لکھی ہوئی ساٹھ کتابیں مرزا محمود خلیفہ ثانی کی چند کتب اور دیگر قادیانی اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جلد ہی میں اس نتیجے پر پہنچا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا سید ابوالحسن ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، پروفیسر الیاس برنی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا محمد عمر اچھروی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید جماعت علی شاہ، محدث علی پوری نے جو کچھ قادیانیوں کے متعلق لکھا، وہ سو فی صد درست ہے۔

ایک روز مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی پڑھ رہا تھا۔ سورۃ توبہ پارہ ۱۰ کے حوالے سے ایک آیت قرآنی نقل کی گئی تھی، اتفاق سے وہ آیت مجھے یاد تھی۔ احساس ہوا آیت غلط لکھی گئی ہے قرآن مجید دیکھا تو آیت واقعی غلط تھی۔ میں نے اسے امر اتفاقی یا کتابت کی غلطی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسی کتاب میں مجھے ایک اور آیت نظر آئی جسے بدل دیا گیا تھا۔ میری تحقیق و تلاش جاری رہی۔ چند روز میں مرزا صاحب کی مختلف کتب سے کچھ ایسی آیات تلاش کر لیں جن میں لفظی تحریف کی گئی تھی۔ یوں آیات کے معنی بدل کر مرزا صاحب کے موقف کی تائید کرنے لگے۔

اپنی ساری تحقیق اور تسلی کے باوجود مجھے یہی خیال آتا اتنی بڑی غلطی آخر علمائے اسلام کی نظر سے کیوں نہ گزری۔ اس ضمن میں ایک قادیانی دوست کو بلایا، انہیں کتابیں دکھائیں اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ تمام آیات نوٹ کر کے تشریف لے گئے کہ تحقیق کر کے جواب دیں گے اسی دوران ایک اور قادیانی دوست میرے پاس تشریف لائے۔ وہ بھی بڑے فاضل تھے اور تحریک آزادی کشمیر کے ضمن میں قادیانی جماعت کی طرف سے کچھ کام کرتے رہے تھے۔ غلطیوں کی جانب میرے نشاندہی پر کہنے لگے، کاتب یا مرزا صاحب سے جو غلطیاں ہو گئی ہیں، وہ سہواً ہیں عمداً نہیں۔ میں نے کہا وہ تو اس وقت تک ہے جب تک پتہ نہ چلے، جب معلوم ہو گیا تو تصحیح لازمی تھی۔ اس پر انہوں نے فرمایا "نئے ایڈیشنوں میں تصحیح کر دی گئی ہے"

۵ اگست کو مذکورہ دوست ایک قادیانی عالم دین حافظ محمد ایوب کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے۔ حافظ صاحب عربی زبان پر بڑی دسترس رکھتے ہیں اور بہت بڑے مبلغ ہیں۔ ان کے پاس مرزا صاحب کی ۳۰ کتابیں تھیں۔ انہوں نے فرمایا یہ کتب مستند ہیں اور ربوہ میں ایک بڑے فاضل جلال الدین شمس صاحب کی نگرانی میں چھپی ہیں۔ یہ کتب ۱۹۵۰ء کی طبع شدہ ہیں، جبکہ میرے پاس انہی کتب کے ۱۹۸۰ء کے ایڈیشن ہیں۔ سب سے بہتر اور مستند تو آخری ایڈیشن ہوتا ہے۔ اگر ۱۹۵۷ء کی کتب میں آیات کی درستی کر دی گئی ہوتی تو ۱۹۷۰ء کے ایڈیشن میں پھر اسی غلطی کا اعادہ اس بات کا

کھلا ثبوت ہے آیات میں جان بوجھ کر ترمیم کی گئی ہے۔ میں نے یوسف صاحب سے تحریف قرآن کی تعریف پوچھی، تو کہنے لگے:

"قرآن شریف کی آیات جن میں سے کچھ الفاظ کم اور کچھ الفاظ زیادہ کر دیے گئے ہوں، تحریف کہلاتی ہیں۔"

ان کے اصرار پہ میں نے ان کی لائی ہوئی کتب بھی دیکھیں۔ ایک کتاب میں مولانا جلال الدین شمس صاحب (انچارج طباعت، ربوہ) نے لکھا ہے:

"ہم نے مرزا صاحب کی لکھی ہوئی غلط آیات کو درست کر دیا ہے۔" مرزا صاحب کی کتاب حقیقت الوحی میں درج شدہ قرآنی آیات کا قرآن مجید سے مقابلہ کرایا، تو معلوم ہوا مرزا صاحب کی کتاب میں درج آیت میں تحریف کی گئی ہے۔ ان کی لائی ہوئی کتابوں میں بھی یہ آیت بدلی ہوئی پائی گئی تو انہیں تحریف تسلیم کرتے ہی بنی۔

ان حضرات کو دی ہوئی بیس کتب کا مطالعہ کیا تو وہ بیسیوں آیات قرآنی سامنے آئیں۔ جنہیں مختلف کتابوں میں تکرار کرکے لکھا گیا، مگر ایک جیسی تبدیلی اور تحریف کے ساتھ۔ دو دن بعد وہی دوست آئے۔ میں نے ان سے تحریر مانگی کہ انہوں نے مرزا صاحب کی کتب میں اپنی آنکھوں سے تحریف دیکھی۔ انہوں نے تحریر دے دی۔

میں اس سلسلہ میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری تحقیق پہ انہوں نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی۔ تحریف شدہ آیات اور اصل آیات یوں ہیں۔

مرزا صاحب کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
۱۔ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ذلک الخزی العظیم (الجزء ۱ سورہ توبہ) حقیقۃ الوحی ص۱۳ (مرزا غلام احمد صاحب)	أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۝ سورہ توبہ رکوع ۸ پارہ ۱۰، آیت نمبر ۶۳

نوٹ:- مرزا صاحب نے یدخلہ اپنی طرف سے داخل کیا اور فَأَنَّ لَهُ وجہنم کو خارج کرکے قرآن مجید کی تصحیح فرمائی (نعوذ باللہ)

مرزا صاحب کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
۲۔ ان یجاھدو فی سبیل اللہ باموالهم وانفسهم سورہ توبہ رکوع ۶ جنگ مقدس، مرزا غلام احمد صاحب ص۱۲	وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ سورہ توبہ رکوع ۶ پارہ ۱۰ آیت ۴۱

مرزا صاحب نے ان یجاھدو جمع غائب کا صیغہ اپنی طرف سے داخل کیا اور وَجَاهِدُوا، کُمْ، کُمْ خارج کرکے فی سبیل اللہ کو آخر سے ہٹا کر درمیان میں رکھ دیا۔

مرزا صاحب کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
اللہ جل شانہ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ الخ — ازالہ اوہام ص ۶۲۹ آئینہ کمالات ۳۳۰، ۲۱۷ (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)	وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ سورۃ حج پارہ ۱۷ رکوع ۱۳، آیت ۵۲

مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن شریف کی آیت سے قَبْلِكَ خارج کر دیا ہے کیونکہ اگر قبلک یہاں رہتا تو مرزا صاحب کی نبوت کا ٹھکانہ نہ بنتا۔

مرزا صاحب کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
إِنَّا آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ براہین احمدیہ ص۲۳ بحوالہ حجر ۱۰، ۸۷	وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

وَلَقَدْ غائب انا زائد، قرآن میں ن پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے العظیم کے میم پر قرآن مجید میں زبر ہے اور مرزا کی کتاب میں زیر ہے

مرزا صاحب کی کتابوں میں	قرآن مجید میں
كُلُّ شَيْءٍ فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ازالہ اوہام ص۱۳ (مرزا قادیانی)	كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ سورۃ رحمٰن پارہ ۲۷، آیات نمبر ۲۶، ۲۷

مَنْ عليها غائب، شیءٍ زائد۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ۔ آئینہ کمالات اسلام ص۱۷۵ (مرزا)	یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ پارہ ۹ سورۃ الانفال ع ۴ آیت ۲۹

وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ مرزا صاحب نے داخل کیا وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ خارج کیا۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّلَا محدث اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ براہین احمدیہ از مرزا قادیانی کی فہرست	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔ پارہ نمبر ۱۷ الانبیاء آیت نمبر ۲۵

ص۳ میں یہ آیت سورۃ انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۲۵ کی دکھائی گئی ہے اور جلد چہارم ص۸ ۵۴ میں درج کیا ہے (براہین احمدیہ ص۴ ۳ نیا ایڈیشن پرانا ایڈیشن ربوہ ۱۹۵۷ء ص۶۲۳)

اصل آیت مِنْ رَّسُوْلٍ تک تحریر کی آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور محدث کا لفظ جو سارے قرآن مجید میں نہیں ہے داخل کر دیا۔ یہ سارا ڈھونگ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو محدث و ملہم من اللہ ثابت کرنے کے لئے رچایا

۲۶ ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں میں نے اس کی تفصیلات بیان کیں، مرزا صاحب کی ایسی کتب جن میں تحریف قرآن موجود ہے کی ضبطی اور آئندہ اشاعت پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ خبر کی اشاعت کے تین روز بعد رکن صوبائی اسمبلی حاجی سیف اللہ نے اس سلسلہ میں تحریک التواء پیش کی اس پر وزیر اعلیٰ نے تحقیقات کرانے کا وعدہ کرتے ہوئے محکمہ اوقاف پنجاب کو پوری پوری چھان بین کرنے کا حکم دیا

محکمہ اوقاف نے اس سلسلہ میں مجھے بھی طلب کیا۔ میں وہاں جا کر اپنا موقف پیش کرتا رہا، رپورٹ مکمل کر کے بھجوا دی گئی ہے اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ میرا موقف صحیح نکلا ہے، مرزا صاحب کی کتب میں واقعی تحریف پائی گئی ہے لیکن کارروائی ابھی تک نہیں ہوئی"

امت مسلمہ کے مفاد کے پیش نظر میرا مطالبہ ہے

- ایسی کتب جن میں آیات میں تحریف پائی گئی ہے ضبط کی جائیں
- ان کی آئندہ اشاعت پر پابندی لگائی جائے"

شکریہ ہفت روزہ زندگی
۷ جنوری ۱۹۸۴ء

بقیہ ابتدائیہ

نگاہیں حکومت پر لگی ہوئی ہیں کہ کب ان قادیانی افسروں سے نجات ملے گی؟ کیا حکومت نے کبھی ان مسلمان سرکاری ملازمین کی شکایات پر غور کیا؟ حال ہی میں ہمیں اسی قسم کا ایک شکایت نامہ اسٹیٹ لائف انشورنس کے ملازمین کی طرف سے ملا ہے جو دراصل وفاقی محتسب اعلیٰ کو لکھا گیا ہے جس کی ایک نقل ہمیں بھی روانہ کی گئی ہے"

پاکستان کی تاریخ میں وہ بدترین دن تھا جب اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ایک کافر چوہدری ظفراللہ قادیانی کو وزارت خارجہ کا عہدہ دیا گیا اور مرزا غلام قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد قادیانی کو کمشنر بحالیات بنایا گیا۔ انہوں نے قادیانیوں کو جس انداز میں سرکاری اداروں میں بھرتی کیا۔ وہ ایسا ناقابل تلافی نقصان ہے جس کی مسلم ممالک میں نظیر ملنا مشکل ہے۔

قادیانی سرکاری ملازمین کو نہ اپنی ملازمت سے دلچسپی ہے نہ ہی ان کو ملک کا مفاد عزیز ہے، وہ تو اپنی جماعت کے مفاد کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج تک پاکستان میں جتنے بحران پیدا ہوئے اس کے ذمہ دار یہی قادیانی ہیں، وہ بدیانتیاں یہ کرتے ہیں۔ جن جرائم کے یہ مرتکب ہیں۔ اور نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی یہی ٹولہ ہے!

ان وزراء کے بیان کے بعد کیا ہم حکومت سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ جلد از جلد سرکاری اداروں کو قادیانیوں سے پاک کرے۔ قادیانیوں کا ملازمت میں آبادی کے لحاظ سے کوٹہ مقرر کرے تاکہ مسلمانوں کے حقوق غصب نہ ہونے پائیں۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

نقد و نظر

جناب منظور احمد الحسینی صاحب

کتاب : دنیا کی حقیقت
تالیف : مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
صفحات : ۲۰۸ قیمت ساڑھے تیرہ روپے
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر۲ کراچی

آج کل تمام گناہوں کی طرف رجحان، دنیا سے محبت اور آخرت سے غفلت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ مولانا حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کے درجات بلند فرمائے کہ ان کے دل میں اس کتاب کی تالیف کا داعیہ پیدا ہوا اور انہوں نے مشکوٰۃ شریف سے اس کتاب میں زہد و رقاق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو مرتب کرکے اردو ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ پیش کیا ہے

رقاق سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات و خطبات و مواعظ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے وہ حالات و واقعات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے دل میں رقت و خشیت اور گداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی وقعت نظر میں کم ہوتی ہے اور آخرت کی فکر بڑھتی ہے۔ رقاق کی حدیثوں کا خاص موضوع اور خاص کام یہی ہوتا ہے کہ وہ دل کے رخ کو سیدھا کرتی ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس گلدستۂ احادیث کا ضرور مطالعہ کریں۔

نام کتاب : مجالس ابرار جلد اول و دوم
مولف : مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
صفحات : جلد اول ۳۰۲ جلد دوم ۲۶۹
قیمت : ۴۰ روپے
ملنے کا پتہ : کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر۲ کراچی

مجالس ابرار حضرت اقدس مولانا حافظ قاری شاہ ابرار الحق دامت برکاتہم (ناظم مجلس دعوت الحق ہردوئی، یوپی، ہند) خلیفہ ارشد حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے افادات، ملفوظات، ارشادات اور تقریروں کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ نے حضرت مولانا ابرار الحق مدظلہ کا مختصر بیان سن کر ارشاد فرمایا تھا کہ

"آج کانوں میں ان باتوں کی آواز آرہی ہے جو ہم
تھانہ بھون میں سنا کرتے تھے"

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف البنوری نے اپنی تقریظ میں لکھا

"حضرت تھانوی کی نسبت جذب نے ان کو اپنا مجذوب
بنا کر بر کیف مواعظ سنانے کے لیے انتخاب فرمایا"

اور حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی دامت برکاتہم نے لکھا

"ان تمام ملفوظات میں ہمارے حضرت والا کا مذاق
اور مسلک کا رنگ جھلکتا ہے"

جلد اول حضرت اقدس کے ۱۹۴ ارشادات کا مجموعہ ہے ان ارشادات کے علاوہ اس میں تین رسالے مزید ہیں۔ پہلا رسالہ "امت کی پریشانی کا سبب اور علاج" ہے جو نو ۹ ابواب اور چورانوے صفحات پر مشتمل ہے اس میں امت کی تباہی کے دو اہم اسباب (جن میں کوتاہی کی وجہ امت کا حال روز بروز بگڑنے لگا ہے) تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ایک سبب دینی مکاتب و مدارس کے انتظام کا صحیح نہ ہونا دوم مساجد کے

انتظام کا درست نہ ہوتا۔ ان دونوں نقائص کی درستگی اور بہتری کے لیے حضرت مولانا ممدوح نے اس رسالے میں آئمہ حضرات، موذنین، خدام اور منتظمین کے لیے خطاب مقرر فرمائے ہیں اور مساجد و مدارس کی اصلاح کے سلسلہ میں نہایت وسیع اور عمدہ مشورے دیئے ہیں۔ دوسرا رسالہ "اصول زریں برائے طلبہ و مدرسین" ہے۔ تیسرا رسالہ "احکام تبلیغ" ہے جو ۸۱ صفحات پر مشتمل ہے اس میں تبلیغ کی اہمیت و فرضیت اس کے احکام کے حدود اور تبلیغ کے فضائل و آداب کو اختصار کے ساتھ جمع کیا گیا ہے انکے ساتھ ساتھ بہت سے دینی فوائد اور اصلاحی نسخوں کو بھی اس مجموعہ میں شامل کر لیا گیا۔

مجالس ابرار جلد دوم میں ۱۷۸ ارشادات آپ کی پاکستان میں آمد کے موقع پر مختلف مساجد اور مدارس میں آپ نے جو وعظ فرمائے ان کے اقتباسات ۱۱۶ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ارشادات کے بعد "اصول فلاح دارین" کے عنوان سے حضرت حکیم الامت کے اس سلسلے میں مشورے، نصائح اور وصایا جمع کر دیئے گئے ہیں آخر میں چند مختصر رسالے بھی جمع کر دیئے گئے ہیں۔ پہلا رسالہ "اشرف الخطاب" دوسرا "اشرف النظام" تیسرا "اشرف النصائح" چوتھا "اشرف الاصلاح" ہے کتاب کا خاتمہ حضرت کے ایک تعزیتی مضمون پر ہے جسکا عنوان "دافع الغم" ہے حق تعالیٰ شانہٗ موٴلف کی نیک کوشش کو قبول فرما کر ناشرین کو جزائے خیر عطا فرمادیں۔

کتاب : مختصر حزبُ الاعظم
موٴلف : جناب صوفی محمد اقبال
صفحات : ۱۵۶ (جیبی سائز) قیمت ۱۰ روپے
پتہ : مکتبہ الشیخ ۳۹۶/م بہادر آباد کراچی نمبر۵

حزب اعظم حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مشہور تالیف ہے جس میں قرآن کریم اور احادیث و آثار کی دعائیں جمع کی گئی ہیں۔ اور جو مشائخ کے معمولات میں شامل ہے چونکہ اس کی ضخامت زیادہ ہے اس لیے مشغول لوگوں کے لیے ضرورت کے پیش نظر ہمارے مخدوم و معظم جناب صوفی محمد اقبال صاحب نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے مشورہ سے اس کا زیر نظر خلاصہ مرتب کیا ہے، دعائیں نہایت جامع، مختصر اور آسان منتخب کی گئی ہیں، ہر دعا کا ترجمہ اور اس کی مختصر فضیلت بھی ذکر کی گئی ہے۔ دعاؤں کا یہ مجموعہ مشغول لوگوں کے لیے گویا نسخۂ کیمیا ہے۔

بقیہ: عدالتی تنبیہات

شائع کی۔ اس میں مولوی محمد کرم الدین صاحب جہلمی کے متعلق کذب المبین۔ بہتان عظیم کے الفاظ تحریر کئے۔ مولوی کرم الدین صاحب نے ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا غلام احمد اور حکیم فضل الدین جس کے مطبع میں یہ کتاب چھپی تھی دونوں کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو لالہ آتما رام مہتہ ای اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت سے ہوا۔ (یہ فیصلہ کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، "تازیانہ عبرت" روئیداد مقدمات ص۱۹۰)

نقل فیصلہ لالہ آتما رام مہتہ

لالہ آتما رام مہتہ اپنے طویل فیصلہ کے آخیر پر مرزا غلام احمد کے متعلق ریمارکس دیتے ہیں کہ:

"ملزم نمبر۱ (مرزا غلام احمد) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے خلاف لکھا کرتا ہے۔ اگر اس کے اس میلان طبع کو بر محل نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔ ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم (غلام احمد) کو ہجو قسم تحریرات سے باز رہنے کے لئے نہائش کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا۔ کہ ہجوں قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا نظر بر حالات بالا ایک معقول تعداد جرمانہ کی ملزم نمبر۱ مرزا غلام احمد پر ہونی چاہیے۔ اور ملزم نمبر۲ حکیم فضل الدین پر اس سے کچھ کم۔"

لہٰذا حکم ہوا کہ ملزم نمبر۱ مرزا غلام احمد پانچ سو روپے جرمانہ دے اور ملزم نمبر۲ حکیم فضل الدین دو سو روپے۔ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ اول الذکر چھ ماہ اور آخر الذکر پانچ ماہ قید محض میں رہیں۔ حکم سنایا گیا۔ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

دستخط حاکم
جی۔ ایم۔ ڈبلیو ڈگلس

ادب نگاہ میں ہر دم رہے مدینے کا

ادب نگاہ میں رہے ہردم مدینے کا
قرینہ چاہیے شہرِ نبیؐ میں جینے کا

یہ عطر بیز فضائیں ، دیارِ نکہت و گل
تمام فیض ہے سرکار کے پسینے کا

جنابِ رحمت عالم کے نور سے اب تک
چراغِ درد فروزاں رہا ہے سینے کا

خوشا نصیب برآئی مراد دیدہ و دِل
کہ سوئے شہرِ تمنا ہے رخ سفینے کا

پلک پلک پہ درخشاں ہے جو بیادِ حبیبؐ
وہ اشکِ غم ہے گہرِ درد کے خزینے کا

رواں ہوں سوئے حرم کوئی زادِ راہ نہیں
عمل یہی ہے مرے پاس اِک قرینے کا

جو زیرِ سایۂ رحمت گزر گیا حافظؔ
ہے نقش ذہن میں ہر لمحہ اس مہینے کا

حافظؔ لدھیانوی